

HABIBIA ISLAMICUS

The International Journal of Arabic & Islamic Research (Bi-Annual)

Trilingual (Arabic, English, Urdu) / ISSN: 2664-4916(P) 2664-4924(E)

Journal Home Page: <http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj>

Approved by HEC in Y Category

Indexed in [IRI\(AIOU\)](#), [Australian Islamic Library](#), [ARI](#), [ISI](#), [SIS](#), [Euro pub](#).

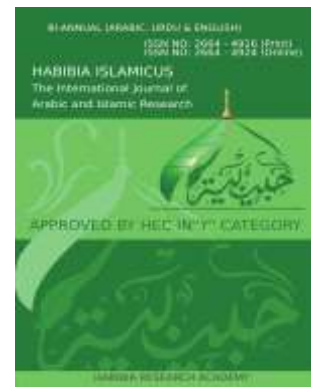
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY,

Project of Jamia Habibia International,

Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860

Govt. of Sindh, Pakistan. Website: www.habibia.edu.pk,

License: Copyright c 2017 NC-SA 4.0



THE COMTEMPERORY ANALYSIS OF THE DIFFERENCES BETWEEN ISLAMIC AND CHRISTIAN WEDDING RITUALS

اسلام اور عیسائیت میں شادی بیاہ کا تقابلی مطالعہ

Safia Perveen Soho

Phd Scholar, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.

Email: safiasohoo786@gmail.com

ORCID ID:

<https://orcid.org/0000-0002-2281-3665>

Dr. Naheed Arain

Associate Professor, Department of Comparative Religion & Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro, Pakistan.

Email: arainnaheed@gmail.com

ORCID ID:

<https://orcid.org/0000-0002-9690-8675>

How to Cite:

Safia Perveen Soho, & Dr. Naheed Arain. (2020). THE COMTEMPERORY ANALYSIS OF THE DIFFERENCES BETWEEN ISLAMIC AND CHRISTIAN WEDDING RITUALS. *Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research)*, 4(1), 61-70. Retrieved from <http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/90>



Vol. 4, No. 1 || January –June 2020 || P. 61-70

Published online: 2020-06-10

Open
Access



THE CONTEMPERORY ANALYSIS OF THE DIFFERENCES BETWEEN ISLAMIC AND CHRISTIAN WEDDING RITUALS

اسلام اور عیسائیت میں شادی بیاہ کا تقابلی مطالعہ

Safia Perveen Soho, Naheed Arain

ABSTRACT

Marriage is a basic and important unit of human life. Mankind has been intact because of marriage as world would have been barren if there was no marriage. That's why this article discusses the contemporary analysis of Islamic and Christian marriage rituals. Islam teaches regarding all aspects of life. On the other hand, Christianity doesn't answer all questions of life satisfactorily so this case is regarding marriage as well. Because Christianity preaches human eloping from worldly affairs and live always from worldly matters. Marriage has a concise space in Christianity which doesn't answer all questions. Christianity permits dowry, engagement, marriage sermon, and wedding Baraat in Christian wedding. This paper presents contemporary analysis between Islamic and Christian wedding rituals and its associated patterns.

KEYWORDS: Engagement, Marriage, Religion, Wedding. Sermon, Wedding, Baraat.

کلیدی الفاظ: منگنی، شادی، مذہب، شادی۔ خطبہ، شادی، بارات

تعارف: ازدواجی زندگی کی اہمیت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا، جو حضرت آدم و حوا علیہما السلام سے شروع ہوئی اور ہر دور، تہذیب، معاشرہ اور مذہب میں کسی نہ کسی صورت میں مختلف ناموں سے جاری ہے۔ ازدواجی رشتہ کے ہی باعث یہ دنیا آج خوبصورت انداز میں باقی ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب میں مرد اور عورت کے میلاپ کا جائز اور قانونی ذریعہ شادی بیاہ کو ہی قرار دیا گیا ہے اور اس کے بغیر مرد و عورت کے تعلق کو بری نگاہ سے دیکھا گیا اور ناقابل قبول سمجھا گیا ہے۔ ہر مذہب چاہے آسمانی ہو یا غیر آسمانی اس میں شادی بیاہ کا قانون اور رسمیں مختلف ہیں، جبکہ بعض مذاہب میں کچھ رسمیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے لوگ پریشان ہیں۔ اقوام کے مذاہب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسمیں مختلف مذہبوں کا حصہ ہیں۔ اور یہ رسوم مختلف اوقات میں غیر اقوام کے ساتھ رہنے کی وجہ سے یہ رسمیں مختلف دوسری قوموں میں شامل ہو کر ان کو مذہبی پناہ حاصل ہو چکی ہے۔ اس مذکورہ پیپر میں اسلام اور عیسائیت میں شادی بیاہ کی رسموں کو مختصر طور پر ذکر کر کے ان کا جائزہ لیا جائے گا۔

عیسائیت میں شادی بیاہ: عیسائی معاشرے میں ازدواجی زندگی کا تصور بہت تاریک ہے۔ اس مذہب میں عورت کی حیثیت مرد سے کم ہے۔ عیسائی تعلیمات ازدواجی زندگی کے بارے میں مکمل رہنمائی نہیں کر رہی بلکہ عیسائی مذہب میں شادی کے بارے میں زیادہ تفصیلات مذکور نہیں ہیں، اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ عیسائیت رہبانیت کا مذہب ہے۔ اس مذہب میں ترک دنیا اور زہد عن الدنیا کی تعلیم دی گئی ہے۔ سید سلیمان ندوی کے بقول اسلام سے پہلے جو اخلاقی مذہب ہے اس میں مرد اور عورت کے ازدواجی تعلقات کو اخلاقی اور

روحانی ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھا جاتا تھا۔¹ عیسائی مذہب میں رہبانیت اور ازدواجی زندگی سے گریز کو ہی روحانی ترقی کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا، حالانکہ شادی ایک عمومی اور اہم معاملہ ہے جس کی افادیت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ عیسائی مذہب میں شادی کے بارے میں واضح ہدایات موجود نہیں ہے، اس بات کا اعتراف عیسائی محققین نے بھی کیا ہے۔

اسلام میں شادی بیاہ: اللہ پاک نے معاملات میں آسان سے آسان نکاح کو بنایا تھا حتیٰ کہ بخاری شریف میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب قائم کیا ہے۔ فرمایا: باب عرض الامراة نفسها على الرجل الصالح۔ یعنی عورت اپنے کو صالح نیک آدمی کو نکاح لے لیے پیش کرے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرون مشہود لہذا بالخیر میں شادی کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہوتی تھی جس کے لیے کوئی سالوں کی تیاری کی جائے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف جو عشرہ مبشرہ صحابہ میں ست ہیں ان کے کپڑوں پر آپ ﷺ نے دھولوں کی خوشبو دیکھی تو آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا تو حضرت عبدالرحمن بن عوف نے بتایا کہ میں نے شادی کی ہے۔ اس واقعہ سے بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کے دور میں شادی کوئی بڑی بات نہیں تھی جس کے لیے بہت بڑی عورت وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا ہو حتیٰ کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں انھوں نے شادی فرمائی مگر آپ ﷺ تک ان کی اطلاع نہیں پہنچی لیکن آج کے معاشرے میں شادی کو مشکل سے مشکل کیا گیا ہے کہ منگنی سے لے کر شادی تک، دولہن کو گھر لے کر آنے تک کتنی ہی ناجائز اور حیا سوز اور مال برباد کرنے والی رسمیں کی جاتی ہیں جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔²

منگنی کا عقد: ام طور پر شادی کے دو مرحلے ہوتے ہیں ایک منگنی یا رشتہ طے کرنے کی رسم اور اس کے بعد نکاح کا مرحلہ آتا ہے۔ اگر ہم شادی کے مرحلے کو ترتیب سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ سب سے پہلے رشتہ تلاش کیا جاتا ہے اور رشتہ ملنے کے بعد منگنی کی رسم کی باری آتی ہے جس کی علامت انگوٹھی کو قرار دیا جاتا ہے۔ اور منگنی کے بعد شادی کی تکمیل کیلئے نکاح کا مرحلہ آتا ہے۔

جب والدین کو اپنے بیٹے یا بیٹی کا مناسب جوڑا اور رشتہ مل جائے تو پھر منگنی کی جاتی ہے۔ منگنی کی رسم کا ذکر عیسائی قانون ازدواج میں ملتا ہے۔ صاحب قاموس الکتاب نے منگنی کے بارے میں لکھا ہے ”منگنی رشتہ کرنے کی رسم زیادہ تر لڑکا اور لڑکی کے والدین بچپن میں اپنے بچوں کیلئے رشتہ طے کر دیتے ہیں کہ ان کے جوان ہونے پر ان کا آپس میں رشتہ کر دیا جائے، جب بچے بڑے ہوتے ہیں تو منگنی کی رسم ادا کی جاتی ہے، جس میں مرد اور عورت کے نسبت ٹھہراتے ہیں اور پھر وہ ایک دوسرے کے منگیتر ہو جاتے ہیں۔“³

کتاب مقدس انجیل سمویل میں ہے ”منگنی کی علامت انگوٹھی ہے جو فریقین ایک دوسرے کو پہناتے ہیں لیکن اچھا اور

¹ Nadvi Suleman, Seeratun Nabi, Maktaba Tameer e Insaniyat, Lahore, 1970, V-4, P-24

² Bukhari Muhammad bin Ismail, Jama as Sahih, Kitab ul Nikah, Bab Arzaul Amarat Nafsaha Aala al Rajulul Salih, Published 1952.

³ Khairullah S, Qamus ul Kitab, Maseeh Ishaat Khan, Lahore 2008, P-559

مناسب یہی ہے کہ انگوٹھی فریقین کے بجائے ان کے والدین یا کوئی بزرگ پہنائیں۔ اس موقع پر مرد اور عورت منگنی کی نشانیاں پاسبان کے سامنے رکھیں اور وہ ان چیزوں کو دوسروں کو دکھائے۔ مرد کی طرف سے نشانیاں عورت کو اور عورت کی طرف سے مرد کو دکھائی جائیں۔ مقرر یہ ہے کہ دونوں طرفوں سے کوئی عزیز یا بزرگ شخص اس خدمت کو انجام دے۔⁴

اسلام سے قبل بھی عرب میں یہ روایت تھی کہ لوگ شادی سے پہلے منگنی کر لیتے تھے اور نبی کریم ﷺ نے بھی اس سے منع نہیں فرمایا، منگنی دراصل نکاح کے وعدے کا نام ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ فلاں لڑکی کی منگنی ہو گئی ہے تاکہ دوسرا اس میں رغبت نہ رکھے۔ اور یہ وعدہ زبانی کلامی بھی ہو سکتا ہے اور خط لکھ کر بھی یا آج کے جدید دور ٹیلیفون اور انٹرنیٹ کے ذریعے بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے معاشرے میں جتنی منگنی کی رسمیں رائج ہیں وہ سب کی سب لغو اور پیسے کا ضیاع ہے۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ مولانا شرف علی تھانویؒ نے ایک جملے میں منگنی کی رسومات کا ایک شرعی جائزہ پیش کیا ہے "منگنی میں جو بکھیڑے آج کل رائج ہیں سب لغو اور خلاف سنت ہیں۔ زبانی پیغام اور جواب کافی ہے۔"⁵

منگنی کی پابندی: منگنی کی رسم ادا ہونے کے بعد اس کی پابندی لازمی ہو جاتی ہے۔ بغیر کسی شرعی مصلحت کے منگنی کو توڑنا گناہ ہے جس پر خلاف وعدہ کا گناہ آتا ہے، ہاں البتہ اگر کوئی مصلحت ہو تو منگنی کو توڑا بھی جاسکتا ہے جیسے منگنی کے بعد لڑکا شرابی اور شہابی ظاہر ہو یا لڑکی زبان دراز اور بد چلن معلوم ہوئی تو اچھا یہ ہے کہ شادی سے پہلے ہی اس رشتہ کو ختم کیا جائے مگر عیسائی تعلیمات کے مطابق جس طرح شادی کا رشتہ اٹوٹ ہے کسی کے توڑنے سے نہیں ٹوٹا اسی طرح منگنی ہونے کے بعد اس کو بھی نہیں توڑ سکتے۔⁶

اسلام میں پیغام نکاح: قرآن اور سنت میں مرد اور عورت کا نکاح کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "إذا أتاكم من ترضون خلقه ودينه، فأنكحوه، ألا تفعلوا تكن فتنة في الأرض وفساد عريض"⁷

ترجمہ: جب تمہارے پاس وہ رشتہ آجائے جس کے اخلاق اور دین سے تم راضی ہو تو اس سے نکاح کر لو، اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد ہو جائے گا۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

النكاح من سنتي، فمن لم يعمل بسنتي فليس مني، وتزوجوا، فإنني مكاثركم بالأمم⁸

⁴ Bible Samoil 25:18

⁵ Ziauddin, Aurat Qabal as Islam wa Baad as Islam, Al Noor Health Education Trust, Karachi 2006, P-124,125

⁶ Ibid P-149,150

⁷ Abu Abdullah Al Hakim, Al Mustadriq al Sahiheen, Darul Kutabul Ilmia, 1411h, Bairut, V-2, P-179

⁸ Ibn e Majah Abu Abdullah, Sunan e Ibn e Majah, Darul Risalah, Bairut, 1430h, V-3, P-54۔

ترجمہ: نکاح میری سنت ہے، جس نے میری سنت پر عمل نہیں کیا وہ مجھ میں سے نہیں۔ شادی کرو قیامت کے دن میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

اسلام میں اُمت مسلمہ کو اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ جن لوگوں کا نکاح نہیں ہوا ان کا نکاح کرائیں۔ برصغیر پاک و ہند میں عمومی طور پر نکاح کے لئے رشتہ تلاش کرنے کی ذمہ داری زیادہ تر لڑکے اور لڑکی کے والدین کی ہوتی ہے۔ والدین رشتہ تلاش کرتے ہیں اور نکاح کا پیغام دے کر اس رشتے کو پکا کرتے ہیں اس کے ساتھ عورت اور مرد کو بھی اپنے رشتے پر پیغام بھیجنے کی اجازت ہے۔⁹

اسلام اور عیسائیت میں شادی کی عمر: اسلام سے پہلے مذاہب میں شادی کیلئے ایک خاص عمر مقرر کی گئی کہ کتنی عمر میں شادی کر سکتے ہیں ہندومت میں 24 سال کی لڑکی اور 48 سال کے لڑکے کا بیاہ سب سے اعلیٰ سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ دوسری طرف ہندوؤں میں بچپن کی شادی کا رواج بھی عام ہے۔ یہودیت اور عیسائیت میں شادی کیلئے ایک عمر مقرر ہے کہ لڑکی کی عمر 12 سال اور لڑکے کیلئے 18 سال ہونی چاہئے۔¹⁰ اسلام کیونکہ ایک فطرتی دین ہے، اس لئے اسلام میں شادی کیلئے کوئی خاص عمر مقرر نہیں کی، بلکہ ایک اصول اور ضابطہ مقرر کر دیا ہے کہ شادی کیلئے بلوغت ضروری ہے۔ اب ہر علاقے اور ہر ملک میں بالغ ہونے کا وقت مختلف ہے۔ اس میں اس علاقے کی آب و ہوا کو بڑا دخل ہے۔ اگر موسم سرد ہے اور وہاں بالغ ہونے میں عرصہ لگ جاتا ہے اور اگر موسم گرم ہے تو بچے جلدی سے بالغ ہو جاتے ہیں۔ اسلامی قانون ازدواج کے مطابق جو لڑکا اور لڑکی بالغ ہو جائیں ان کی شادی شرعاً جائز ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَابْتَئُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ¹¹ ترجمہ: اور یتیموں کی جانچ پرکھ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں (یعنی بالغ ہو جائیں)۔ پھر اگر تم ان کے اندر سوچ بوجھ پائو تو ان کے اموال ان کے حوالے کر دو۔

عیسائی شریعت میں شادی کیلئے کم از کم عمر بیان تو نہیں کی گئی لیکن تالمود کی کچھ روایتوں سے اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ لڑکی کی عمر کم از کم 12 سال ایک دن ہونی چاہئے اور لڑکے کی عمر 20 سال ہونی چاہئے۔

مسیحی ملکوں میں شادی کی کم از کم عمر: تقریباً تمام مسیحی ملکوں میں عائلی قانون میں شادی کی کم از کم عمر کا تعین کیا گیا ہے لیکن ہر ملک کی تعین کی ہوئی عمر دوسروں سے مختلف ہے۔ رومن لاء میں دو لہے کیلئے 14 سال اور دولہن کے لئے 12 سال مقرر کی گئی تھی جس کی چرچ نے منظوری دی تھی۔ ذیل میں کچھ عیسائی ممالک کی شادی کی عمروں کو ذکر کیا جاتا ہے۔¹²

⁹ Thanvi Ashraf Ali, Islah ul Rasoom, Darul Ishaat Karachi 2002, P-56

¹⁰ Rehmani Khalid Asif ul Allah, Jadid Faqahi Masail, Haji Haneef & Sons, Lahore, P-164

¹¹ Al Quran 4:6

¹² Bible Methew 15:9

ملک کا نام	مرد کی عمر	عورت کی عمر
01 برطانیہ	14 سال	12 سال
02 آمریکا	14 سال	12 سال
03 اسپین	14 سال	12 سال
04 پرتگال	14 سال	12 سال
05 یونان	14 سال	12 سال
06 میکسیکو	14 سال	12 سال
07 چلی	14 سال	12 سال
08 آسٹریلیا	14 سال	12 سال
09 سربیا	15 سال	13 سال
10 فرانس	18 سال	15 سال
11 بیلجیم	18 سال	15 سال
12 اٹلی	18 سال	15 سال
13 رومانیہ	18 سال	15 سال
14 کیلی فورنیا	18 سال	15 سال
15 نیو میکسیکو	18 سال	15 سال
16 روس	18 سال	15 سال
17 ہالینڈ	18 سال	15 سال

اسلامی ممالک میں لڑکا اور لڑکی کی شادی کی عمر: ہم نے پہلے یہ بیان کیا کہ اسلام میں شادی کیلئے بلوغت لازمی ہے اور عمر کی کوئی خاص قید نہیں ہے۔ اب ہم مختلف اسلامی ممالک کے عائلی قوانین کا تجزیہ کرتے ہیں کہ ان میں لڑکے اور لڑکی کی شادی کی کم از کم عمر کیا ہے۔ ذیل میں کچھ مسلم ممالک کی شادی کی عمر کو ذکر کرتے ہیں۔¹³

¹³ <https://www.imdadullahanwer.com>, accessed on 31-12-2019

ملک کا نام	مرد کی عمر	عورت کی عمر
01 بنگلادیش	21 سال	18 سال
02 مصر	18 سال	16 سال
03 ایران	14 سال 6 ماہ	8 سال 15/2 ماہ
04 ملیشیا	18 سال	16 سال
05 پاکستان	18 سال	16 سال
06 تیونس	20 سال	17 سال
07 ترکی	17 سال	15 سال

مرد اور عورت کی عمر میں تناسب: اسلام میں عمر کے اعتبار سے کفو ہونے کا اصول پیش کیا کہ لڑکا اور لڑکی ہم عمر ہوں یا تھوڑا سا فرق ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَعِنْدَ هُمْ قَصِيرَاتُ الْطَّرْفِ اَنْثَرَابٌ¹⁴ اور ان کے پاس نیچے نگار کھنے والے ہم عمر (عورتیں) ہوں گی۔ اِنَّا اَنْشَأْنَهُنَّ اِنْشَاءً فَجَعَلْنَهُنَّ اَبْكَارًا عُرْبًا اَنْثَرَابًا¹⁵ ترجمہ: بیشک ہم نے ان عورتوں کو ہم نے پیدا کیا ہے۔ پس ہم نے ان کو باکرہ بنایا ہے، پیار کرنے والیاں اور ہم عمر

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کا منشا یہ ہے کہ عورت اور مرد ہم عمر ہوں۔ اس لئے کہ اس کے بہت فوائد ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضہ کے لئے حضرت ابو بکر اور عمر رضہ کا رشتہ رد کرتے ہوئے فرمایا وہ چھوٹی ہے۔ اس واقعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہم عمر مرد اور عورت کا نکاح ہونا چاہئے۔ مگر ہمارے معاشرے میں ہم عمری کے بجائے دولت اور منصب کو دیکھا جاتا ہے اور بعد میں اس کے مفاسد دیکھ کر سب پریشان ہو جاتے ہیں۔¹⁶

عیسائیت میں بارات کا تصور: بارات کا ذکر عیسائی قانون میں ملتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ دولہا اپنے ساتھیوں کے ساتھ دولہن کے گھر آتا ہے۔ وہاں ان سب کیلئے کھانے کا انتظام کیا جاتا ہے اور پھر آخر میں دولہن کے ساتھ واپسی ہوتی ہے اور راستے میں گانے گائے جاتے ہیں جیسے خوشی کی جائے۔ قاموس الکتاب کے مصنف بارات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ دولہن کے ساتھ بھی ان کی رفیقوں کی جماعت ہوتی تھی عہد نامہ جدید میں ان کو باریتی کہا جاتا ہے۔¹⁷

¹⁴ Al Quran 38:52

¹⁵ Al Quran 56: 35-37

¹⁶ Adrod Wester Mark, History of Marriage, Nigar Chat Lahore 2006, P-159

¹⁷ Bible Methew 15:9

پادری کے ایل ناصر بارات سے لے کر دولہن کی رخصتی تک کے مراحل کی تفصیل اور مستند حوالے سے بیان کیا ہے کہ پہلے سے مقرر وقت پر دولہا شادی کا لباس پہننے باراتیوں کے ساتھ دولہن کے گھر آتا تھا دولہن کی سہیلیاں جن کا ذکر 10 دہنوں کی تمثیل میں بھی آتا ہے خوبصورت پوشاکیں پہنے ہوئے اور ہاتھوں میں مشعل لے کر دولہے کے استقبال کیلئے نکلتی تھیں¹⁸۔ گھر کے صدر دروازے پر دولہن عروسی لباس پہن کر دولہا کا استقبال کرتی تھی۔ پھر دولہن کی سہیلیاں اور دولہا کے باراتی خوشی اور شادمانی کی آواز کے ساتھ اور دولہا اور دولہن کی آواز کے ساتھ واپس دولہا کے گھر جاتی تھی۔ ابتدائی زمانے میں شادی بیاہ کی ضیافتیں کافی عرصے تک جاری رہتی تھیں مثلاً سمون کی شادی کی ضیافتیں ایک ہفتہ تک جاری رہتی تھیں۔ بائبل میں شادی کی رسموں کے بارے میں کوئی واضح بیان موجود نہیں سوائے اس کے کہ دولہن کا باپ یا کوئی بزرگ شخص اپنی بارات کے ساتھ دولہن کو دولہے کے سپرد کرتا تھا۔¹⁹

اسلام میں نکاح کے ارکان: اسلام ایک سادہ اور فطرتی دین ہے اس لئے اس کے تمام احکامات بھی سادہ اور عمل کرنے میں آسان تر ہیں۔ اب نکاح کے معاملے کو ہی لے لیں اس میں بھی بہت آسانیاں رکھی گئیں ہیں۔ احناف کے نزدیک نکاح کا بس ایک ہی رکن ہے "صیغہ" یعنی ایجاب و قبول، باقی گواہ اور مہر نکاح کی شرائط میں سے ہیں۔ نکاح کے ارکان میں سے ایک اہم رکن یہ ہے کہ نکاح کے موقع پر گواہ موجود ہوں اور گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول ہوا ہو اور انہوں نے اس ایجاب و قبول کی سماعت کی ہو۔²⁰

مالکیہ کے نزدیک نکاح کے ارکان: مالکیہ کے نزدیک نکاح کے پانچ ارکان ہیں²¹

- 1- صیغہ = ایجاب اور قبول
- 2- ولی = ولی کا مجلس نکاح میں موجود ہونا۔
- 3- مہر = چاہے معجل ہو یا غیر معجل
- 4- مرد = وہ شخص جو نکاح کا ارادہ رکھتا ہے
- 5- عورت = وہ جس کا نکاح مرد کے ساتھ ہو رہا ہے۔

شوافع کے نزدیک نکاح کے ارکان: شوافع کے نزدیک بھی ارکان نکاح پانچ ہیں مگر مالکی فقہ سے مختلف ہیں۔²²

- 1- صیغہ = ایجاب اور قبول
- 2- ولی = ولی کا مجلس نکاح میں موجود ہونا۔

¹⁸ Bible Methew 1:25

¹⁹ Khairullah S, Qamus ul Kitab, Maseeh Ishaat Khan, Lahore 2008, P-560

²⁰ Tanzeelur Rehman, Majmooa Qawaneen e Islam, Tahqiqat e Islami, Islamabad, P-279

²¹ Abul Hassan bin Abi Bakar, Hida Kiatab ul Nikah, Maktaba Rehmani, Lahore, V-2, P-286

²² ibid

- 3- گواہ = دو مرد گواہوں کا مجلس نکاح میں ہونا
 4- مرد = وہ شخص جو نکاح کا ارادہ رکھتا ہے
 5- عورت = وہ جس کا نکاح مرد کے ساتھ ہو رہا ہے۔

مہر کا وجوب از روئے شریعت: مہر عربی زبان کا لفظ ہے اور اورگرانی میں اس کیلئے (موہر) کا لفظ کہا جاتا ہے۔ دونوں میں فرق ہے۔ مہر وہ رقم ہے جو عورت کو نکاح کے وقت شوہر کی طرف سے دی جاتی ہے جبکہ (موہر) وہ رقم ہے جو شادی کے وقت لڑکی کے بجائے لڑکی کے والدین کو دی جاتی ہے۔²³ اس سے پہلے ہم مختلف مذاہب کو زیر بحث لائے مگر کسی مذہب میں مہر کو لازمی قرار نہیں دیا گیا۔ ہندو مت میں تو مہر کا تصور ہی نہیں ہے، جبکہ یہودیت اور عیسائیت میں اگرچہ مہر کا تصور موجود ہے لیکن مہر نکاح کیلئے لازمی نہیں ہے باین معنی کے اگر کوئی مہر دے دیں تو ٹھیک ہے اور اگر وہ ہی شادی کے وقت مہر نہ بھی مقرر کرے تو پھر بھی اس میں حرج نہیں ہے۔

قرآن کریم میں تقریباً اٹھ مقامات پر مہر کا تذکرہ کر کے اس کی اہمیت اور وجوب کو بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَتُوا النِّسَاءَ صَدَقَتِهِنَّ نِحْلَةً ط فَإِنْ طَبِنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا²⁴

ترجمہ: اور عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی کے ساتھ دیا کرو۔ پھر اگر وہ خود اپنی رضامندی سے اس میں سے کوئی چیز تمہیں چھوڑ دیں (یعنی کچھ حصہ معاف کر دیں) تو تم اس کو کھاؤ مزے سے خوشگوار رہو۔

اسلامی شریعت کے دوسرے ماخذ سنت رسول اللہ ﷺ سے بھی مہر کے وجوب کے دلائل ملتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات اور اپنی بیٹیوں کے مہر کو مقرر فرمایا۔ حضرت عائشہؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے ازواج مطہرات کا مہر ساڑھے ۱۲ اوقیہ یعنی پانچ سو درہم مقرر کیا تھا۔²⁵ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے:

لَا تَنْكِحُوا النِّسَاءَ إِلَّا الْأَكْفَاءَ وَلَا يَزُوجَهُنَّ إِلَّا الْأَوْلِيَاءُ وَلَا مَهْرَ دُونَ عَشْرَةِ دِرَاهِمٍ²⁶

(عورتوں کا نکاح نہ کریں مگر کفو، عورتوں کی شادی نہ کرائیں مگر ولی، دس درہم سے کم مہر نہ دو)

بائبل کے مطابق مہر پر حق: عیسائیت میں ہمیں حق مہر کا ذکر ملتا ہے لیکن وہ مہر بیوی کا نہیں ہوتا اور نہ ہی بیوی اس کی قانونی حقدار ہوتی ہے بلکہ یہ مہر لڑکی کے گھروالوں کیلئے ہوتا ہے۔ اور وہ قانوناً اس کے مالک ہوتے ہیں۔ بائبل کے زمانے کے رسوم میں ہے ”میں آپ کے کہنے کے مطابق جتنا مہر مجھ سے طلب کرو گے میں دوں گا لیکن لڑکی کی شادی مجھ سے کرائیں²⁷ بائبل کی اقتباس میں سے یہ بات معلوم

²³ Bible Qazat 10:14

²⁴ Al Quran 4: 4

²⁵ Al Jazeri Abdul Rehman, Islam men Haisiat Niswan, Idarah Saqafat e Islami, Lahore, 1953, P-55

²⁶ Al Darul Qutni Abu Al Hassan, Sunan Aldarul Qutni, Moasastul Risalah, Bairut, 1424, V-4, P-453

²⁷ Bible k Zamany k Rasm o Rawaj, P-150,151

ہوتی ہے کہ وہ رقم جو لڑکا لڑکی کے باپ کو دیتا ہے وہ رقم چاندی کی پچاس مثقال کے برابر تھی۔²⁸

بکارت کا مہر کی شرط ہونا: عیسائیت میں مہر کے لئے ایک شرط یہ ہے کہ عورت کنواری ہو اور اگر عورت شادی شدہ ہو یا کسی ناجائز تعلق کے بنا پر اس کی کنوارا پن ختم ہو جائے تو پھر مہر نہیں ہوتا۔²⁹

خطبہ نکاح: نکاح کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنائیاں کرنا اور فریقین کو کچھ نصیحت کرنا تمام مذاہب میں موجود ہے۔ اسلام میں بھی نکاح کے موقع پر خطبہ پڑھنا سنت ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنائیاں کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی جاتی ہے اور بعد میں کلام پاک کی چند آیات تلاوت کی جاتی ہیں تاکہ نکاح کا پاکیزہ معاملہ پاکیزہ کلام سے شروع ہو۔ یہ خطبہ ایجاب و قبول سے پہلے بھی پڑھا جاسکتا ہے اور ایجاب و قبول کے بعد بھی عموماً شادیوں میں دیکھا گیا ہے کہ خطبہ ایجاب و قبول کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ اور شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔³⁰

عیسائیت میں خطبہ نکاح: شادی کے موقع پر دولہا اور دولہن کو نصیحتیں کرنا اور مذہب کی تلاوت تمام مذاہب میں اچھا اور مستحسن خیال سمجھا جاتا ہے۔ عیسائیت میں بھی خطبہ نکاح کا تصور موجود ہے لیکن اس کی حیثیت صرف مستحب کی ہے کہ پادری نکاح کے موقع پر فریقین کو پیار اور محبت سے رہنے کی تلقین کرے۔ انجیل متی میں ہے اس خطبہ کا ذکر ہے۔ یہ خطبہ فرض نہیں کہ اس کے بغیر ہونے والی شادی کو ہم شادی ہی تصور نہ کریں۔ اس طرح اس خطبے کے کوئی مخصوص لفظ بھی نہیں ہیں، پادری جو چاہے یا موقع کی مناسبت سے کچھ کہ کر سکتا ہے جس کا تعلق اس ازدواجی زندگی سے ہو۔³¹

اسلام میں رخصتی کا عمل: اسلامی طریقہ نکاح یہ ہے کہ نکاح کو خفیہ نہیں بلکہ علی الاعلان کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے بارات یعنی چند لوگوں کو نکاح میں شامل کرنا تاکہ ان کے سامنے نکاح کا عمل کیا جاسکے، اس میں کوئی برائی نہیں ہے بلکہ اس طرح کرنا تو عین اسلام کے مطابق ہے۔ اب رہا سوال آج کل کی باراتوں کا، تو یہ ہندوانہ رسمیں ہیں کہ سینکڑوں لوگوں کو بارات کے ساتھ لے جانا، پھر ناچ گانا اور بینڈ باجوں کا انتظام کرنا۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے اسے ہندوؤں کی رسم قرار دیا ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں "اصل میں یہ بارات وغیرہ ہندوؤں کی ایجاد ہے کہ پہلے زمانے میں امن نہ تھا اکثر راہزنوں سے واسطہ پڑ جاتا تھا اس لیے ہر گھر سے ایک آدمی کو لیا جاتا کہ مشکل صورت حال پر قابو پایا جاسکے۔ مگر آج کے زمانے میں تو امن ہے اس لیے اب اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"³² اکثر باراتوں میں ایک برائی کثرت دیکھی گئی ہے کہ بلایا ایک آدمی کو ہے اور

²⁸ Bible Genises: 59: 25-60

²⁹ Khairullah S, Qamus ul Kitab, Maseeh Ishaat Khan, Lahore 2008, P-559

³⁰ Thanvi Ashraf Ali, Islami Shadi, Almmeezan Lahore 2006, P-33

³¹ Bible, Mathew 1:7-25

³² Thanvi Ashraf Ali, Islami Shadi, Al Meezan Lahore 2006, P-173

آتے تین آدمی ہیں ایسا کرنا اسلامی شریعت میں ممنوع ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس کو دعوت دی جائے اور وہ دعوت قبول نہ کرے تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور جو شخص بن بلائے دعوت میں حاضر ہوا تو وہ چور بن کر داخل ہوا اور لوٹ مار کر نکل گیا۔"³³

خلاصہ بحث: خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ اسلام میں شادی بیاہ کا طریقہ نہایت ہی آسان اور فطرت کے ہم آہنگ اور قابل عمل ہیں اور ان قوانین میں انسانی فطرت کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ اسلام کا ازدواجی نظام بھی باقی نظاموں کی طرح ایک فطرتی نظام ہے جن کو قرآن پاک نے مجملاً اور سنت رسول نے تفصیلاً بیان کیا ہے۔ عیسائیت میں شادی بیاہ کے قانون ازدواج کی تفصیل تو ہمیں نہیں ملتی مگر جو مجمل تذکرہ ملتا ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس مذہب میں بھی ہندومت اور یہودیت کی طرح عورت کو ایک بری چیز اور گناہ کا سبب قرار دیا جاتا ہے۔ الغرض وہ مذہب جس کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ڈالی اور اسے ایک فطرتی دین کی صورت میں رائج کیا، اس میں کئی طرح سے تحریفات کر کے اسے ایک الجھا ہوا دین بنا دیا گیا جس پر عمل تقریباً ناممکن ہو گیا ہے۔



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International \(CC BY-NC-SA 4.0\)](https://creativecommons.org/licenses/by-nc-sa/4.0/)

³³ Wali Muhammad bin Abdullah Khateeb, Mishkatul Misbah, Maktabah e Muhammadia, Karachi, 2016, P-392